سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شاعری، محاسن و موضوعات

امیر المومنین خلیفہؑ رابع سیدنا علی رضی اللہ عنہ نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں بلکہ آپ وقت کے متبحر عالم، فصیح و بلیغ خطیب اور بلند پایہ شاعر بھی تھے، آپ کے اشعار ایک دیوان کی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔

درج ذیل سطور میں ہم اولاً آپ کی حیاہ مبارکہ پر مختصر روشنی ڈالیں گے، اس کے بعد آپ کی بلند پایہ شاعری کا ادبی مقام اور خصوصیات اور موضوعات آپ کے اشعار کے استشہاد کے ساتھ زیر بحث لائیں گے۔ اس سلسلے میں زیر نظر مضمون کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

ا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح حیات

ب۔ آپ کی شاعری کے محاسن و موضوعات

ا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ:

آپ کا مکمل نام و نسب یہ ہے۔ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ھاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لولوَ (۱)

آپ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے ہاں فاطمہ بنت اسد بن ھاشم کے بطن سے بروز اتوار، ہجرت سے تئیس سال قبل متولد ہوئے (۲)

آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کا نام "اسد" رکھا، (۳) اور آپ کے والد نے آپ کا نام علی رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کا یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا اور آپ اسی نام سے مشہور ہوئے (۴)

ابو الحسن اور ابو تراب آپ کی کنیتیں تھیں لیکن آپ کو ابو تراب سب سے زیادہ پسند تھی کیوں کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے عطا کردہ تھی (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ والدین کی طرف سے ھاشمی ہیں، آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، چوتھے نامور خلیفہؑ رسول، اور چھوٹی عمر میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے بے مثال خطیب، عظیم سالار، صاحب فکر و بصیرت اور دیگر بے شمار فضیلتوں کے حامل تھے (۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص میں سے ایک یہ نمایا خصوصیت ہے کہ آپ بچپن ہی سے آغوش رسالت ماٰب میں آ گئے تھے، روایات میں آتا ہے کہ آپ کے والد کافی مالدار تھے

اور معاشی بدحالی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کا مالی بوجھ کم کرنے کیلئے ننھے علی کو اپنی آغوش تربیت میں لے لیا، اور ان کی خوش بختی کا یہ حسن آغاز تھا کہ زمانہ قبل از اسلام بھی آپ کسی بت کے سامنے نہ جھکے اور نہ کسی مشرکانہ رسم سے اپنے دامن کو آلودہ کیا۔(۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت نبوت کا دعویٰ کیا تو اس وقت حضرت علی کی عمر بمشکل دس گیارہ برس ہو گی چنانچہ آپ پیغام توحید ورسالت سنتے ہی ایمان لے آئے۔(۸)

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو آپ ہی کو اپنے بستر پر سلایا اور اہل مکہ کی امانتیں آپ کے سپرد کر گئے جو آپ نے صبح ہوتے ہی لوگوں کو واپس کر دیں اور چند دنوں کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لے آئے(۹)

مدینہ طیبہ پہنچ کر جب تاجدار مدینہ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتۂ مواخات قائم کیا تو حضرت علی المرتضیٰ کی کفالت کا ذمہ یہاں بھی خود اٹھایا(۱۰)ایک رایت میں آیا ہے کہ حضرت سعل بن حنیف سے رشتۂ مواخات قائم کیا(۱۱)

دوسری صدی میں امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کر کے دامادی کا شرف بخشا۔

غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور نہایت بے جگری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے رہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب کی حیثیت سے معاہدہ حدیبیہ آپ کے دست مبارک سے ہی تحریر کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین آپ کے ہاتھوں ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی بھی مقرر فرمایا تھا۔

نبی آخر الزمان علیہ التحیہ والتسلیم کے اس دار فانی سے رحلت فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں آپ عہدہ قضاء وافتاء پر مامور رہے۔ تینوں خلفاء راشدین کے ادوار میں مجلس شوریٰ کے اہم رکن تھے اور آپ کے مشوروں سے کئی داخلی اور خارجی امور سے متعلق انتظامی اور اصلاحی اقدامات کئے گئے۔

خلیفہ راشد سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت و شورش کے نازک مرحلے پر آپ نے ان کی بھرپور مدد کی، ان کی مدافعت میں خطبے دیئے، بلکہ اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو ان کے مکان کی حفاظت پر مامور کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ نے مسلمانوں کے شدید اصرار پر مسند خلافت سنبھالی۔ آپ کے دور میں مسلمان مختلف جماعتوں میں بٹ گئے جس کی بنیاد قصاص عثمان کا

مطالبہ تھا-ایک جماعت اسی مطالبہ پر حضرت معاویہ کے ساتھ تھی-اس طرح ایک خارجیوں کا گروہ تھا جو آپ سے علیحدہ ہو کر طائفہ خارجیہ کہلایا اور اس طائفہ کے ایک فرد عبدالرحمن ابن ملجم نے ۴۰ھ میں آپ پر اچانک حملہ کر کے شہید کر دیا-(۱۲)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات قرآن و سنت و خدا ترسی و تقویٰ میں کامل اسوہ تھی، آپ انتہائی سادہ، فیاض اور مہمان نواز تھے، شجاعت میں لاثانی اور فن حرب سے خوب واقف تھے- دینی و دنیاوی معاملات میں بڑے کھرے اور بے لاگ تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سلف و خلف میں ہمیں کوئی فصیح و بلیغ و مقرر انشاء پرواز نہیں ملتا(۱۳)

ب- حضرت علی کی شاعری، محاسن و موضوعات:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نہ صرف بلند پایہ انشاء پرداز، عظیم فصیح و بلیغ مقرر و خطیب تھے بلکہ شاعر بھی تھے (۱۴) شعراء میں اہم مقام رکھتے ہیں آپ بلاشک و شبہ ایک قادر الکلام شاعر ہیں(۱۵)

آپ کی شاعری میں اسلامی رنگ نمایاں ہے، آپ نہایت ملیح استعارات استعمال کرتے ہیں، جاہلی شعراء کی طرح غریب اور مشکل الفاظ نہیں لاتے-

زمانۂ جاہلیت کے موضوعات پر آپ نے کچھ نہیں بیان فرمایا بلکہ آپ کے موضوعات بالکل نئے ہیں جن پر مکمل طور پر اسلام کی چھاپ لگی ہوئی ہے-

زمانۂ جاہلیت کی شاعری اگر دیوان العرب کہلاتی ہے تو حضرت علی کی شاعری آپ کے بلند کردار کی آئینہ دار ہے، آپ کے ہم عصر شعراء میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن زھیر، حضرت خنساء رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں- آپ کی شاعری میں مبالغہ و تعقید لفظی و تعقید معنوی قطعاً نہیں ہے-

آپ کی شاعری حب الہی، حب رسول، فخر و حماسہ، حکم و امثال، دنیا سے بے رغبتی، علم کی اہمیت و فضیلت، حقیقت پسندی، وعظ و نصیحت پر مشتمل ہے، مخالفین کو جواب دیتے ہوئے کئی قصائد نظم کئے ہیں جن میں ھجویہ اشعار بھی ہیں، آپ نے مرثیہ اشعار بھی نظم کئے- چند غزوات کے حالات بھی منظوم ملتے ہیں، آپ کے اشعار ایک دیوان کی شکل میں مرتب ہو چکے ہیں-

درج ذیل سطور میں آپ کی شاعری کے مختلف موضوعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے چند اشعار قارئین کرام کی خدمت میں پیش خدمت ہیں، ان سے شاعری میں حاصل شدہ کمال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے-

۱- مناجات:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک پاکباز، پکے سچے مسلمان تھے، عشق الہی آپ کی گھٹی گھٹی

میں بھرا ہوا تھا، اس کا اظہار آپ کی منظوم مناجات سے ہوتا ہے، چنانچہ ایک قصیدہ میں گریہ وزاری کے انداز میں دعا گو ہیں، مصائب کا ذکر کرتے ہوئے حزن والم سے پناہ کی درخواست کی گئی ہے۔ بطور نمونہ دو اشعار ملاحظہ ہوں۔

ویامن بہ اعتزازی ویامن بہ احترازی
من الذل وامخاذی والافات والمرازی
اعذ نی من الهموم (۱۲)

یعنی اے وہ ذات جس کے سبب میری عزت افزائی ہے اور جس کے سبب ذلت ورسوائی، آفات و مصائب سے میرا بچنا ہے، مجھے جملہ غموں سے پناہ دے۔

۲۔ مرثیہ:

نبی کریم مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے موقع پر مرثیہ کے درج ذیل اشعار منقول ہیں ان سے آپ کے حب رسول اور عقیدت کا پتہ چلتا ہے۔

نفسی علی زفراتها محبوسہ یالیتها خرجت مع الزفرات
لاخیر بعدک فی الحیواہ وانها ابکی مخافۃً ان یطول حیاتی (۱۷)

میری روح نالہ وفریاد میں گھری ہوئی ہے، کاش وہ نالہ وفریاد کی حالت میں نکل جاتی، آپ کی زندگی کے بعد کوئی لطف نہیں ہے، میں تو اس لیے روتا ہوں کہ میری عمر دراز نہ ہو جائے۔

فخریہ اشعار:

آپ نے فخریہ اشعار بھی کہے ہیں چنانچہ حضرت نبی علیہ الصلوہ والسلام کی قرابت، اپنی خاندانی شرافت اور مناقب عالیہ پر فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

انا اخو المصطفیٰ لاشک فی نسبی ومعہ ربیت وسبطاہ هما ولدی
جدی وجد رسول اللہ متحد وفاطمہ زوجتی لاقول ذی مند (۱۸)

ایک اور قصیدہ میں فرماتے ہیں

لقد علم الاناس بان سهمی من الاسلام یفضل کل سهم
انا البطل الذی لم تنکروہ لیوم کریهۃ ولیوم سلم (۱۹)

بلاشبہ لوگوں کو علم ہے میرا اسلام میں حصہ ہر قسم کے حصہ سے فضیلت لے گیا ہے میں تو ایسا بہادر ہوں کہ تم نے جنگ کے دن یا صلح کے دن میرا (میری بہادری کا) انکار نہیں کیا۔

۴۔ علم کی مال و دولت پر فضیلت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ علم کو مال و دولت پر ترجیح دیتے ہوئے اور اللہ کی تقسیم پر جو اس نے علم اور رزق کے بارے میں کی ہے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

رضینا قسمہ الجبار فینا لنا علم وللا عداء مال

فان المال یفنی عن قریب وان العلم باق لایزال (۲۰)

ہم اپنے درمیان اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں، ہمارے لیے تو علم ہے اور مخالفین کیلئے (ایک روایت میں للجہال کا لفظ بھی وارد ہوا ہے) مال ہے پس مال تو عنقریب فنا ہو جائیگا اور علم ہمیشہ باقی رہتا ہے۔

(۵) اپنی جواں مردی اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

صید الملوک ارانب وثعالب واذرکنیت فصیدی الابطال (۲۱)

بادشاہوں کا شکار خرگوش اور لومڑیاں ہوتی ہیں اور جب میں سوار ہو جاؤں تو میرے شکار بہادر مرد ہوتے ہیں۔

۶۔ توحید و توکل:

اللہ کی ذات واحد پر توکل کرنے اور جملہ امور میں اسے مالک و قادر سمجھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

واسترزق الرحمن من فضلہ فلیس غیر اللہ بالرازق

من ظن ان الرزق فی کفہ فلیس بالرحمن بالواثق (۲۲)

اور رحمن کے فضل کی روزی مانگ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں، جس نے یہ سمجھا کہ روزی اس کے ہاتھ میں ہے تو وہ اللہ پر اعتماد کرنے والا نہیں۔

(۷) آپ کی شاعری میں کئی حکیمانہ اشعار ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

ولاخیر فی ودامری متلون اذا الریح مالت مال حیث تمیل

اور رنگین مزاج آدمی کی محبت میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس جانب کی چلتی ہوا دیکھے گا ادھر جھک جائیگا۔

(۸) دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہوئے اور بخل و حرص سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے بہترین پیرائے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

فان تکن الدنیا تعد نفیسۃً فدار ثواب اللہ اعلیٰ وانبل

وان تکن الاموال للترک جمیعھا فما حال متروک بہ المر یبخل (۲۳)

اگر دنیا کو نفیس خیال کیا جاتا ہے تو اللہ کے ثواب کا مقام (یعنی جنت) تو اس سے بلند و برتر ہے، اور

اگر تمام مال چھوڑنے کیلئے ہے تو ایسے متروک مال کی کیا وقعت ہے کہ انسان اس پر بخل کرتا رہے۔

(۹) جب ہم اسلامی دور کے شعراء کے کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ قرآن واحادیث کی تراکیب استعمال کر کے اپنے کلام کو مزین کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اپنی شاعری میں اس بہترین اسلوب کو اختیار کیا ہے۔ بطور مثال اشعار ملاحظہ ہوں۔

ابالھب تبت یداک ابالھب　　وصخرہ بنت الحرب حمالہ الحطب (۲۴)

اے ابولہب تیرے دونوں ہاتھ ہلاک ہوں اور صخرہ الحرب (ابو لہب کی بیوی) کے بھی ہاتھ شل ہوں جو ایندھن اٹھانے والی ہے، اس شعر میں قرآنی ترکیب

"تبت یدا ابی لھب و تب" ہے۔(۲۵)

کما ھارون من موسیٰ اخوہ　　کذالک انا اخوہ وذک اسمی (۲۶)

جیسے ھارون موسیٰ کے بھائی تھے ایسے ہی میں آپ کا بھائی ہوں اور یہی میرا نام ہے" اس شعر میں ترکیب حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ انت منی بمنزلہ ھارون من موسی

(۲۷) یعنی آپ کا مقام ومرتبہ ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ہاں ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ اسلام کا تھا۔ اس قول میں قرابتی مشابہت ہے ورنہ آپ نبی علیہ الصلوہ واسلام آخر آلزمان ہیں تا قیامت آپ کے بعد کوئی اس عظیم مصنب پر فائز نہیں ہوسکتا۔

مصادر ومراجع

(۱) دیکھئے ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج۳/ص ۱۹ مطبع دار صادر بیروت وابن حزم جمھرہ انساب العرب، ص ۱۱۔ طبع مصر

(۲) ابن جریر الطبری، تاریخ الرسل والملوک ج ۲/ص ۳۱۲۔ طبع مصر

(۳) ابن سعد، الطبقات ۳/۹۱۔

(۴) بحوالہ سابق

(۵) ابن ھشام، السیرہ النبویہ " القسم الاول، ص ۵۹۹، طبع مصر

(۶) تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ الذھبی، سیر اعلام النبلاء ۱/۹۹، ابن سعد "الطبقات" ۳/۱۹ السیوطی: تاریخ الخلفاء ص ۱۶۷ وما بعد۔

(۷) العقاد عباس محمود "عبقریہ الامام علی رضی اللہ عنہ ص۔ ۳۴ بجے طبع بیروت

ابن ھشام، السیرہ النبوی " ۱/۲۵۷، البلاذی انساب العرب ۱/۱۲۱ ؛ ابن سعد: "الطبقات" ۳/۲۱

(۹) ابن کثیر: البدایۃ والنہایۃ ۳/۷ ۱۹
(۱۰) ابن سعد الطبقات "۳/۲۲
(۱۱) ابن سعد الطبقات ۲/۲۳
(۱۲) احمد بن داؤد الدینوری الاخبار الطوال "ص ۲۱۴ طبع مصر
(۱۳) احمد حسن زیات، تاریخ الادب العربی، ص ۲۸۵ طبع لاہور
(۱۴) جرجی زیدان تاریخ آداب اللغۃ العربیہ" ۱/۲۲
(۱۵) عمر فروخ، تاریخ الادب العربی" ۱/۳۰۹ طبع مصر
(۱۶) دیوان حضرت علی رضی اللہ عنہ ص ۱۱۲، طابع غلام علی اینڈ سنز لاہور
(۱۷) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۳۱
(۱۸) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۴۶
(۱۹) دیوان علی رضی اللہ عنہ ۱۲۱، ۱۲۲
(۲۰) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۹۵
(۲۱) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۱۰۳
(۲۲) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۲۲
(۲۳) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۸۹
(۲۴) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۳۲
(۲۵) سورہ الھب: ۱
(۲۶) دیوان علی رضی اللہ عنہ ص ۱۲۱
(۲۷) الخطیب، ولی الدین محمد بن عبد اللہ: مشکواۃ المصابیح ۲/۴۴۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

بقیہ از ص ۲۳

ہم نے اپنا سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اس وقت عالم اسلام کے سب سے عظیم انسان سے ملاقات کی سعادت نصیب ہو گئی۔ طالبان نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی مراد کو پا لیا اور اپنے ملک میں خلافت اسلامیہ کو قائم کر دیا.....مگر یہی سفر سب سے عظیم ہے کہ اس راہ میں ایثار و قربانی، کے سوا کچھ نہیں، قدم قدم پر مصائب، مشکلات، دشمن کی سازشیں، اپنوں کی بغاوتیں، اپنے مہیب جبڑے کھولے کھڑی ہیں اور ان سے گذر کے اپنی منزل کو پہنچنا ہے........ بس مختصر یہ کہ

اِک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے